اسلامک پروورڈز
عبدالرشید راشد

بسم اللہ الرحمن الرحیم
وبہ نستعین

اسلامک پروٹوکولز

عبدالرشید ارشد

النور ٹرسٹ (رجسٹرڈ) جوہر پریس بلڈنگ جوہر آباد
فون 0454-720401
E-mail:naqeebesahar@hotmail.com

آئینہ

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
1)	تقریظ	1
2)	ابتدائیہ	3
3)	نظامِ عدل	7
4)	تعلیم	12
5)	صحت	16
6)	معیشت	19
7)	صنعت	21
8)	سماج و معاشرہ	25
9)	سیاست	33
10)	دفاع	34
11)	بین الاقوامی تعلقات	36
12)	مذہب وعقیدہ	37
13)	خلافت کی نشاۃ جدیدہ	39

☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

تقریظ

اسلامک پروٹوکولز کا اجمالی خاکہ/نظریہ اس لحاظ سے خوش آئند ہے کہ اس کے مطالعہ سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ امت مسلمہ میں ایسے افراد موجود ہیں جو اسلام کے پیش کردہ نظام کی برتری اور اس کے عملی نفاذ کے خواہاں ہیں۔ لیکن دورِ حاضر کی امتِ مسلمہ چاہے ان کا تعلق عامۃ الناس سے ہو، ان کے اعمال و افعال اور اسلام کی طرف ان کی رغبت دیکھ کر خاصی مایوسی ہوئی ہے اور مستقبل قریب میں کوئی امید کی کرن نظر نہیں آتی۔

محترم عبدالرشید ارشد جو اپنے وسیع مطالعہ و تحریر کی وجہ سے علمی حلقوں میں خاصے متعارف ہیں۔ آپ نے اپنے حلقہ احباب کی فرمائش پر اسلامک پروٹوکولز کے حوالہ سے ایک تحریر مرتب کی ہے۔ جس کا مطالعہ صرف ان افراد کیلئے مفید ہوگا جو مخلصانہ انداز میں اور اپنی دینی تڑپ کی وجہ سے اسلام و اسلامی اقدار کا معاشرہ میں نفاذ چاہتے ہیں۔

جہاں تک موجودہ تحریر کا تعلق ہے کوئی تحریر حرف آخر نہیں ہوتی ہے۔ اس میں ہر وقت اضافہ و اصلاح کی گنجائش موجود ہے۔ نقشِ اول کی حیثیت سے یہ تحریر بارش کا پہلا قطرہ ہے۔ اصل چیز تو اس کا نفاذ ہے۔ ورنہ بڑی سے بڑی تحریر چاہے اسے کسی اعلیٰ صورت میں پیش کیا جائے اس کا مواد شائع کرنا بے سود ہے۔

امید کی جاسکتی ہے کہ آنے والے وقت میں جب امت مسلمہ مجموعی طور پر یہ

محسوس کرے گی کہ دور حاضر کے مسائل کا حل صرف اسلام کی پیش کردہ دوا کے علاوہ کسی نظام میں موجود نہیں یقیناً اسے ایسی تحریر کی اشد ضرورت ہوگی۔

بہر حال ہم مستقبل سے مایوس نہیں۔ قرآنی ہدایات کے مطابق اسلام نے آخر دنیا کے تمام نظاموں پر غلبہ حاصل کرنا ہے۔ لیکن یہ غلبہ بغیر کسی عملی جدوجہد کے نافذ نہ ہوگا۔ جب تک امتِ مسلمہ کے سارے افراد اس کے لئے عملی جدوجہد مخلصانہ انداز میں نہ کریں۔ اس وقت تک اس سمت کوئی قدم نہ اٹھ سکے گا۔

اس تحریر میں ایک کمی کا احساس ہو رہا ہے وہ ہے نظامِ خلافت کا احیاء اور دورِ حاضر میں دنیا کے 60 اسلامی ممالک میں اگر سارے نہ بھی ہوں تو کم از کم جن ممالک میں اتفاق ممکن ہو خلافت کے ادارہ کا احیاء کرلیں اور اس میں آئندہ اضافہ کرتے رہیں تو مرکز کی ایک شکل پیدا ہو جائے گی اور بعد میں دوسری حکومتیں آہستہ آہستہ اس ادارے سے وابستہ ہو جائیں گی۔

پروفیسر ڈاکٹر عبدالرشید رحمت
ڈین/ چیئرمین اسلامک لرننگ فیکلٹی
اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور
یکم جنوری 2006

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ وبہ نستعین ○

ابتدائیہ

پروٹوکولز کا لفظ کانوں سے ٹکراتے ہی قلب و ذہن میں اسلام دشمن یہود کی کریہہ منصوبہ بندی کی تصویر بنتی ہے اور نہ چاہتے ہوئے بھی نفرت کا لاوہ پھوٹ نکلنے کو بے قرار محسوس ہونے لگتا ہے۔ یہود کے پروٹوکولز عالمی سطح پر یہودی اقتدار کی خواہش کا دوسرا نام ہے اور یہ ہر باشعور جانتا ہے۔

اسلام' اگرچہ حضرت آدم علیہ السلام سے ہر امت کے لیے اس کے نبی کی وساطت سے' بشمول یہود اس کا مقدر بنایا گیا مگر ہر امت نے اپنے نبی کی زندگی میں یا فوراً بعد اپنے مسلم تشخص کے بجائے' اپنے لیئے الگ تشخص پر اصرار کیا اور یہود یا نصاری بنے حالانکہ حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ بھی ان کے لئے اسلام ہی کا سایہء رحمت لے کر آئے تھے جو ان کا مقدر نہ بن سکا۔

یہ مشیت الٰہی تھی کہ جب کرہ ارض پر انسان عالمگیریت کے قریب پہنچے تو اپنے آخری نبی رحمۃ اللعالمین حضرت محمد ﷺ کے ذریعے اپنی آخری مکمل و مدلل کتاب ہدایت کے ساتھ انسانیت کو اسلام کی عالمگیریت کا تحفہ عنایت فرمایا۔ من جملہ دوسرے بے شمار انعامات کے خالق و مالک کا یہ عظیم احسان تھا' احسان ہے اور قیامت تک ہر باشعور اس احسان کو تسلیم کرے گا۔

ماضی' یعنیء قبل از نبی آخرالزماں ﷺ' ہر امت کے دین میں بوجوہ عالمگیریت نہ تھی۔ یہ اعزاز رحمت اللعالمین ﷺ کے حصہ میں آیا اور آپؐ پر نازل

ہونے والا صحیفہ' قرآنِ حکیم' خود خالق سے مکمل و اکمل ہونے کی سند لے کر آیا اور اپنے اندر اس وسعت کے شواہد ساتھ لایا کہ قیامت تک زمانے کے بدلتے تقاضوں کے ساتھ' اپنے ماننے والوں کی راہنمائی کرے گا۔ اس پر ساڑھے چودہ سو سالہ گذرا وقت گواہ ہے۔

جس دین میں ہر دور کے تقاضوں سے عہدہ برآ ہونے کی صلاحیت ہو' بلا مبالغہ' اس پر ایمان لانے والوں کا حق ہے' فرض ہے کہ وہ عالمی سطح پر اسے غالب کریں' غالب رکھیں کیونکہ انسانیت کی فلاح کی ضمانت صرف اور صرف اسی میں ہے۔ یہ خالق کی طرف سے عائد کردہ فرض بھی ہے اور اس کی نصرت کا وعدہ بھی برحق ہے۔

حسنِ اتفاق کہ یہودی پروٹوکولز کے مقابلے میں مسلم پروٹوکولز مرتب کرنے کا خیال بیک وقت دو سعید روحوں کو آیا۔ اور ان دونوں بزرگوں کی محبت کہ مجھے بھی اس کارِ خیر میں شمولیت کی دعوت دی گئی۔

مجھے اس علمی کام میں شمولیت پر خوشی بھی ہوئی۔ اگرچہ میرا علمی مقام و مرتبہ دونوں احباب کے مقابلے میں طالب علمانہ بھی نہیں' اس سے بھی کم ہے' مگر یہ خیال بہرحال اپنی جگہ حوصلہ افزا ہے کہ بڑوں کے ساتھ میرا نام شامل ہونے سے محشر میں ان کے پیچھے پیچھے چھپتا چھپاتا شاید میں بھی ''پار لگ جاؤں'' آمین یا رب العالمین۔

مسلم پروٹوکولز کے بجائے میں نے اپنے طور پر نام میں تبدیلی کر لی کہ مسلمان بے عمل ہے' بے حس ہے' بے حمیت ہے جسے آج ہم گرد و پیش دیکھ رہے ہیں۔ مگر اسلام الحمدللہ جہاں جس دل میں ہے بے لچک ہے' باحمیت ہے غیرت مند ہے اور اسی بنیاد پر غلبے کا حق رکھتا ہے۔ لہٰذا میں نے ''اسلامک پروٹوکولز'' پر اتفاق کیا۔

میری سوچ کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ یہود نے 829 ق م اپنے پروٹوکولز مرتب

کئے اور ان کے ورثاء انہیں ہر زمانے کے گرم سرد سے ہم آہنگ بناتے' بتدریج کام کو ان کی روشنی میں آگے بڑھاتے اپنے خواب کو شرمندہ تعبیر ہوتے دیکھ رہے ہیں کہ تاج برطانیہ سے لیکر یورپ و امریکہ تک ہر کوئی ان کی پشت پر کھڑا ہے اور یہود و نصاری کی ان حکومتوں کی پشت پر مصر' شام' اردن و سعودیہ' کویت اور اسلامی جمہوریہ پاکستان تک پشت پناہی کے لئے موجود ہے تو ہم کس برتے پر اسلامک پروٹوکولز مرتب کر رہے ہیں۔ انہیں کون عملاً نافذ کرے گا۔

بات تلخ ہے مگر کون جھٹلائے گا کہ سینہ دھرتی پر وسائل سے مالا مال' تمام تر صلاحیتوں کی امین اور ہر چیز سے بڑھ کر قرآن وسنت کی نعمت اور خالق کے وعدۂ نصرت کی ضمانت رکھنے والی کم و بیش 60 مسلم ریاستیں جو کرہ ارض پر ایک ہی بلاک میں واقع بھی ہیں۔ یہود و نصاری کی باجگذار ہیں۔ ان کے پروٹوکولز پر دم ہلاتی ہیں' یہ اسلامک پروٹوکولز کی طرف کب آئیں گی۔ البتہ یہ سمجھ میں آتا ہے کہ قیامت سے قبل جب چہار سو مشیت الٰہی سے اسلام عملاً ہر شخص کی زندگی کا جزو بنے گا تو اس وقت ان اسلامک پروٹوکولز سے استفادہ کیا جاسکے گا۔

قرآن و حدیث کا ذخیرہ ہی حقیقی ''اسلامک پروٹوکولز'' ہیں اور خلافت راشدہ میں جب یہ زیر عمل تھے تو خطۂ عرب ہی نہیں اس سے باہر کی دنیا بھی مسلم و غیر مسلم اپنی زندگی کے جس سکھ سکون اور خوشحالی سے فیضیاب ہوئے پوری انسانی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ ''اسلامک پروٹوکولز'' کے نام سے یہاں جو کچھ بھی پیش کیا جارہا ہے یہ محض خاکہ ہے' اسے ملخص اس لئے نہیں کیا جاسکتا کہ قرآن وسنت کے ملخص کی جسارت کرنے کا سوچا بھی نہیں جاسکتا۔

اسلام کے نام سے چڑنے والے جب اسلام کو دلائل سے جھٹلانے میں ناکام

رہتے ہیں تو مسلمان پر بنیاد پرستی کی پھبتی کستے ہیں حالانکہ اسلام بنیاد پرستی کا نام نہیں ہے۔ اسلام نے تو عملاً ثابت کیا ہے کہ اس نے اپنے ماننے والوں کے ذریعے کرہ ارض پر بسنے والی انسانیت کو وقت کے بدلتے تقاضوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے بنیاد فراہم کی ہے۔

آج کے جدید علوم کی بنیاد کس ذریعے سے اقوامِ عالم کو نصیب ہوئی' کیمسٹری ہو' فزکس و طب و فلکیات وغیرہ سے متعلقہ علوم ہوں تو مسلمانوں کے نام سامنے آتے ہیں۔ اقوامِ غرب تو خوشہ چین ہیں اور اس مسلّمہ حقیقت کو ان کے عقلمند تسلیم بھی کرتے ہیں۔ اگر یہی علوم زمانے کیساتھ نبھاؤ کر رہے ہیں تو بنیاد پرستی کہاں سے آئی؟ مگر عقل کا اندھا پن کہ اسلام دشمنی میں وہ باتیں منہ سے نکلتی ہیں جن پر خود ان کا ضمیر بھی ملامت کرتا ہے مگر اقرار مشکل ہے۔

عبدالرشید ارشد

جوہر آباد

یکم جنوری 2006ء

باب اول

نظامِ عدل

کائنات کا تمام تر نظامِ عدل پر ہے۔ اس کی بقاء کا انحصار بھی عدل پر ہے۔ اس کی تخلیق کا مقصد اس میں کرہ ارض پر انسانی دنیا آباد کر کے اس کے ذریعے نظامِ عدل کا قیام ہے تا کہ خلیفۃ اللہ' انسان یہاں اپنے خالق کی مرضی ومنشاء کا معاشرہ تشکیل دے کر اپنے مقصدِ تخلیق کی تکمیل کرے جس کی صراحت کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ میں موجود ہے۔ عدل فرد سے ملت تک ہر سطح پر مطلوب ہے۔ قرآن وسنت اور فقہ علی المذاہب الاربعہ کے مطابق نظامِ عدل قائم کیا جائے گا۔

عدل کے تقاضے نچلی سطح پر پورے ہوتے رہیں تو معاشرتی ڈھانچہ ٹوٹ پھوٹ سے محفوظ رہتا ہے اور اگر عدل یہاں نہ مل سکے تو بڑی قباحتیں اور بڑے جرائم جنم لیتے ہیں جس کے سبب سماج و معاشرہ حقیقی سکھ' سکون اور خوشحالی سے محروم رہتا ہے اور اس کی بقاء ہر وقت خطرہ میں رہتی ہے لہذا نظامِ عدل کے لئے نچلی سطح سے بین الاقوامی سطح تک عدلیہ کا ڈھانچہ یوں ہوگا۔

ا) مقامی شرعی عدالت:

علاقائی بنیاد پر قائم کی جائے گی جس کا سربراہ قدیم و جدید علوم کا ماہر سینئر سول جج ہوگا جب کہ اس کے ممبران میں علاقہ کے معروف علماء ہونگے۔ دیوبندی' بریلوی' اہلحدیث' شیعہ علماء کے علاوہ اقلیتوں کا ایک نمائندہ بھی مقدمہ کی نوعیت کے اعتبار سے ہوگا مثلاً اگر مدعی یا ملزم دونوں کسی اقلیتی فرقہ سے ہونگے تو اسی فرقے کا ایک عالم اس عدالت کا ممبر ہوگا۔

عدالت مسجد میں لگے گی گواہان سے شہادتیں شرعی طریقے پر لی جائیں گی اور

سات دن کے اندر مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا جائے گا۔ الا یہ کہ کوئی خاص پیچیدگی پیدا ہو۔ اس عدالت کے دائرہ کار میں معمولی لین دین یا معمولی لڑائی جھگڑے یا عمومی معاشرتی برائیوں پر تعزیر' ہونگے۔

۲) تحصیل شرعی عدالت:

مقامی شرعی عدالتوں کے فیصلوں کے خلاف اپیل کی سماعت کا مجاز ادارہ ہوگا۔ قتل' ڈکیتی' زنا' غبن' فراڈ وغیرہ کے کیس اس کے دائرہ کار میں ہوں گے۔ مقامی عدالتوں کی اپیل پر تحصیل شرعی عدالت کا فیصلہ حتمی ہوگا اور اس فیصلے کے بعد مقامی شرعی عدالت عملدرآمد کرانے کی ذمہ دار ہوگی۔

تحصیل شرعی عدالت کے چیئرمین ایڈیشنل سیشن جج ہونگے۔ دوسرے ممبران میں دیوبندی' بریلوی' اہلحدیث اور شیعہ ممبران کے علاوہ اقلیتوں کا نمائندہ بھی ہوگا جو اپنے عقیدہ (پرسنل لاء) کے لوگوں کی راہنمائی کرے گا۔

۳) ضلعی شرعی عدالت:

یہ تحصیل شرعی عدالت کے فیصلوں پر اپیل سننے کی مجاز عدالت ہوگی اور اپیلوں پر اس عدالت کے فیصلے حتمی ہونگے جن پر متعلقہ تحصیل کی سطح پر' جمعہ کی نماز کے بعد عوام الناس کی موجودگی میں اللہ تعالی کے فرمان کے مطابق عدالتی فیصلوں پر عملدرآمد کیا جائے گا۔ اس کے ممبران بھی مذکورہ عدالت کی طرح ہوں گے۔

۴) صوبائی شرعی عدالت:

اس کے صدر ہائی کورٹ کے چیف جسٹس (ایسی صلاحیت رکھنے والا فرد) اور ممبران میں جیّد علماء کرام ہونگے اور یہ عدالت بین الاضلاعی مقدمات کی سماعت کرے گی۔ یہ عدالت بعض سنگین معاملات کا از خود نوٹس لینے کی مجاز ہوگی۔ اس کے فیصلوں پر

وفاقی شرعی عدالت میں اپیل ہو سکے گی۔ اپیلوں پر فیصلے ہو جانے کے بعد متعلقہ ضلع کی عدالت عملدرآمد کی ذمہ دار ہوگی۔ صوبائی عدالت زیادہ سے زیادہ 3 ماہ میں کیس نبٹانے کی پابند ہوگی۔ وفاقی عدالت سے اس کے فیصلوں پر اپیلوں کا فیصلہ ہو جانے کے بعد عملدرآمد اس کی ذمہ داری ہوگی۔

۵) وفاقی شرعی عدالت:

صوبائی عدالتوں کی اپیلوں کی سماعت اور بین الصوبائی قضیوں کی سماعت کے علاوہ کسی بھی خلاف شریعت عمل پر از خود نوٹس لینا اس کے دائرہ کار میں ہوگا۔ اس عدالت کے سربراہ سپریم کورٹ کے جج کی اہلیت کے حامل شخص اور ممبران ہر مکتب فکر کے جید علماء ہوں گے مگر بنچ میں سماعت کیلئے مدعی اور مدعا علیہ کے عقائد سے متعلقہ علماء بھی بیٹھیں گے۔ اسی طرح اقلیتی نمائندے بھی۔ ہر مقدمہ کا فیصلہ 3 ماہ کے اندر کرنا ضروری ہوگا۔

٦) عالمی عدالت انصاف:

اسلامی عدالت انصاف مسلم ممالک کے باہمی تنازعات کے فیصلے کرنے کا مجاز ادارہ ہوگی۔ موجودہ عالمی عدالتِ انصاف کی طرح کسی مخصوص ملک یا عقائد کے لئے متعصب نہ ہوگی۔ اسلامی شریعت کے مطابق شفاف عدل، جو ہر کس و ناقص کو نظر آئے، اسکی ذمہ داری ہوگا۔

اس عدالت کا مرکزی دفتر مکہ المکرّمہ یا مدینہ المنوّرہ ہوگا۔ علاقائی بنچ حسب ضرورت مختلف مقامات پر تشکیل دیئے جائیں گے۔ اس عدالت کے سربراہ اور ممبران اسلامی دنیا کے معروف فقیہہ و علماء ہونگے۔ ہر سال کے لئے سربراہ حروفِ تہجی کے لحاظ سے چنا جایا کرے گا۔ اس سربراہ سمیت تمام ممبران کا چناؤ خفیہ ووٹ سے مسلم ممالک

کے نامزد اصحاب 5 سال کیلئے کیا کریں گے۔

۷) وکالت:

تحصیل سطح سے عالمی عدالت انصاف تک وکلاء عدالتوں میں پیش ہوں گے مگر عدالت کے معاون کے طور پر اور ان کی فیس مدعی یا مدعا علیہ کے بجائے محکمہ عدل ادا کرنے کا پابند ہوگا۔ وکلاء مدعی اور مدعا علیہ کو ان کے گواہان کو سچی جھوٹی شہادتوں کے لیئے اکسانے کے بجائے عدل کے تقاضے پورے کرنے میں عدلیہ کی مدد کرنے والے ہوں گے اور یوں وکالت کا مقدس پیشہ عدل کا بول بالا کرنے میں ممد ومددگار ہوگا۔ مدعی اور مدعا علیہ کو اپنے لیئے اپنی مرضی کا وکیل مقرر کرنے کی آزادی ہوگی مگر فیس حکومت کی مقرر کردہ ملے گی۔

۸) نظامِ عدل کا خوف:

اسلام کے نظامِ عدل کے خلاف غیر مسلم غیر حقیقت پسندانہ رویہ رکھتے ہیں جو بلا جواز بھی ہے اور مضحکہ خیز بھی ہے۔ اسلام کے نظامِ عدل میں ملزم کو سب سے زیادہ تحفظ نظامِ شہادت کے کھرا پن کی وجہ سے ملتا ہے اور عوام الناس کے سامنے سزاؤں کی تنفیذ سے معاشرے میں جرائم کی حوصلہ شکنی ہونے کے سبب عامة الناس کو بے خوف و خطر زندگی کی ضمانت ملتی ہے۔

نوٹ: لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس، مسٹر جسٹس اے آر کارنیلئس نے عالمی جیورسٹ کانفرنس میں جرائم کی روک تھام کے ضمن میں عالمی جیورسٹس کے سامنے یہی نسخہ تجویز کیا تھا کہ آپ اپنے اپنے ملک میں اسلامی نظامِ عدل نافذ کردیں۔ جرائم کی شرح آٹے میں نمک سے بھی کم سطح پر آجائے گی۔

جرائم کے حوالے سے آج بھی سعودیہ ہر دوسرے ملک کے مقابلے میں انتہائی نچلی سطح پر ہے باوجود اس کے کہ مکمل طور پر اسلامی نظامِ عدل وہاں قائم نہیں ہے۔صرف اس کا پرتَو ہے۔

باب دوئم:

تعلیم

علم وہ دولت ہے جو انسان کو انسان بناتی اور غیر انسان سے ممتاز ثابت کرتی ہے اور علم کا منبع ومبداء خود خالق کائنات ہے۔ علم کو علوم میں بھی اسی خالق نے اپنی محکم کتاب میں ڈھالا تو صاحبِ کتاب دانائے رُسل صاحبِ حکمت و بصیرت ﷺ کے ذریعے علم کو صیقل کیا۔ یہی بنیادی علم ہے جو قیامت تک انسانوں کی دن بدن بدلتی ضروریات کے تقاضے پورے کرتا ہے۔ جو کبھی پرانا نہیں ہوتا اور جو کسی دوسرے علم کے سامنے معذرت خواہانہ رویہ اپنانے پر مجبور نہیں ہے۔ یہی علم ملتِ مسلمہ کی ہر دور میں ہمہ جہت ضروریات کی تکمیل کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔

۱) نصاب:

کوئی بھی مسلم ملک ہو اسے ترقی، خوشحالی، معاشرتی اصلاح کے لئے جو کچھ درکار ہے وہ قرآن وسنت کی روشنی میں قدیم وجدید کے تقاضوں سے ہم آہنگ نصابِ تعلیم ہے۔ نصاب معیاری تعمیر کے لئے معیاری مصالحہ ہے۔ اگر یہ مصالحہ کم معیار کا ہوگا تو اینٹ پتھر خواہ کتنے ہی خوشنما ہوں، اپنی اپنی جگہ مضبوط ہوں، مگر باہم مربوط نہ ہوں گے اور اگر یہ باہم مربوط نہ ہو سکے تو عمارت، زلزلہ تو رہا ایک طرف شائد تیز ہوا بھی برداشت نہ کر سکے۔

نصاب کو جدید دور کے تقاضوں کے مطابق ڈھالتے وقت قدم قدم لمحہ لمحہ ایمان کے بنیادی تقاضوں کو پیش نظر رکھا جائے گا تا کہ مملکت کی فلاح وخوشحالی کے لئے جو مردان کار تیار ہوں وہ ہر چیز کو اپنی عملی زندگی میں ایمان و ایقان کے چشمہ سے

دیکھیں۔ ملک کے استحکام کی ضمانت ایمان وایقان میں ہے۔

تدوینِ نصاب کے لئے ایک خود مختار ادارے کا قیام عمل میں لایا جائے گا جو نصاب مدوّن کرنے کے ساتھ نصاب کی طباعت کے لئے بھی ذمہ دار ہوگا۔ نصاب کے اس ادارہ میں اقلیتوں کا نمائندہ بھی ہوگا تاکہ مسیحی، مرزائی یا دوسرے عقائد والوں کیلئے الگ نصاب ان کی مرضی ومنشاء کے مطابق ہو۔

۲) تربیتِ معلمین:

نصاب کی اہمیت اپنی جگہ مسلم مگر نصاب کو عملاً اپنے ہدف پر پہنچانے والا اگر کچا ہو تو اس کی مثال ایسے توپچی کی ہے جس کے پاس جدید ترین توپ ہے، بہترین گولے ہیں، مگر وہ اپنے پھوہڑپن سے گولے ٹھیک نشانے پر نہیں گراتا۔ یہی کیفیت غیر تربیت یافتہ معلمین کی ہوسکتی ہے۔

اسلامی نظریۂ حیات سے ہم آہنگ معلمین کی تربیت کے لئے ایک الگ مستقل اکیڈمی ہوگی جو صوبائی سطح پر قائم کی جائے گی جہاں معلمین کو ان کی علمی سطح کے مطابق قرآن وسنت کی روشنی میں کردار سازی کے مراحل اور نصاب کے علمی وعملی پہلوؤں سے قریب تر لاکر تربیت کی بھٹی سے گذارا جائے گا۔ یہ کھرا سونا ہوگا جس کے ہاتھ میں بہترین نصاب ہوگا پھر ان کے زیر اثر طلباء وطالبات علم واقدار کا سرمایہ جمع کریں گے۔

۳) درسگاہیں:

۱) طلباء وطالبات کے لئے الگ الگ درسگاہیں اور الگ الگ زنانہ مردانہ سٹاف ہوگا۔ اپنے اپنے دائرہ کار میں تمام جدید وقدیم علوم سب کا مساویانہ مقدر ہوں گے۔ درسگاہوں کا ماحول خالصتاً تعلیمی

ہوگا۔ نہ سیاست، نہ یونین سازی۔صرف تعلیم یا صرف غیر نصابی سرگرمیاں مثلاً تحریر وتقریر وتحقیق اور کھیل کود۔

ب) اقلیتوں کو اپنے اپنے عقائد کے مطابق تعلیم کے لئے اپنے ادارے قائم کرنے کی اجازت ہوگی مگر ان اداروں میں دوسرے مذہب کا بچہ داخل نہ کرنے پر پابندی ہوگی۔ جہاں ایسے ادارے قائم نہ کئے جاسکیں وہاں اکثریت کے اداروں میں داخلہ کی سہولت ہوگی اور الگ پیریڈ میں اس مخصوص عقیدے کا معلم مخصوص سبق پڑھائے گا۔

ج) ہم نصابی سرگرمیوں میں بچے بچیوں کی تحریری، تقریری صلاحیتوں کو جلا دینے کے ساتھ کھیل میں حصہ لینا ضروری ہوگا۔ ہر کھیل کی مدت حکماً ایک سے ڈیڑھ گھنٹہ ہوگی۔ ایک دن، 3 دن 5 دن کے کرکٹ کے لئے کوئی گنجائش نہ ہوگی یہ قوم کو بانجھ بنانیکی سازش ہے۔

۴) والدین کی ذمہ داری:

والدین کی ذمہ داری ہوگی اور وہ اس کے لئے جوابدہ ہونگے کہ چار سال اور اس سے زائد عمر کے بچوں کو سکول بھیجیں۔ والدین کی یہ بھی ذمہ داری ہوگی کہ بچے کے سکول سے واپس آنے سے لے کر اگلے روز سکول جانے تک، گھر میں اس کے معمولات پر نظر رکھیں تا کہ مدرسہ سے اخذ کیا جانے والا سبق وہ گلیوں میں گھوم کر ضائع نہ کریں۔ والدین اس کے لئے بھی ذمہ دار ہونگے کہ بچے کو سکول سے ہم آہنگ ماحول گھر میں فراہم کریں۔ ایسا نہ ہو کہ بچہ سکول سے اخلاق و اقدار کا سبق لے کر آئے اور

گھر میں ٹی وی کیبل یا وی سی آر سارے کئے کرائے پر پانی پھیر دے۔

۵) انتظامیہ:

ا) شعبہ تدوین وطباعتِ نصاب

ب) شعبہ تربیتِ معلمین و معلمات (الگ الگ ڈائریکٹوریٹ)

ج) شعبہ تنظیم ۔صوبائی سطح پر صرف ایک سیکرٹری، ضلعی سطح پر ایجوکیشن آفیسر (زنانہ ومردانہ الگ الگ)

صوبائی سیکرٹری کے ساتھ معاون ایک ڈائریکٹر اور ضلعی افسر کے ساتھ ایک معاون۔ لمبی لمبی میٹنگیں، بڑی بڑی فائلوں کی تیاری پر وقت اور رقوم خرچ کرنے کی بجائے معلّم کی تنخواہ معقول ہوگی ہائی سکول کا ہیڈ ماسٹر اپنے عملے اور اپنے حلقہ کے چھوٹے سکولوں کے عملہ کی رپورٹیں لکھے گا، چھٹیاں دے گا۔ تبادلے کرے گا۔ ہائی سکولوں اور کالجوں کے سٹاف کی رپورٹ ضلعی افسر لکھے گا اور وہی چھٹی دینے کا مجاز ہوگا۔ تنخواہ کے بل دستخط کرے گا۔

باب سوم:

صحت

صحت وہ بنیادی چیز ہے جس کے بغیر حصولِ علم مشکل ہے۔ علم کے مطابق عمل مشکل اور عملی زندگی کے دیگر تمام کام بھی مشکل ہیں۔ صحت حکومت کی ذمہ داری ہے تو اس کے حصول کے لئے تعاون عوام الناس کی ذمہ داری ہے کوئی ایک فریق اکیلا اس اہم ذمہ داری سے عہدہ برآ نہیں ہوسکتا۔ قومی سطح پر اس مقصد کے حصول کی خاطر یہ اقدامات ناگزیر ہیں۔

ا) شعبہ تحقیق و تجربات ادویہ:

یہ شعبہ اپنے ملکی حالات و مزاج کی روشنی میں مختلف بیماریوں کے علاج کے لئے تحقیق و تجربات کی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہوگا۔ دوران تحقیق اس بات کا خاص خیال رکھا جائے گا کہ ان ادویات کا انسانی جسم کے دوسرے اعضاء پر برا ردعمل نہ ہو اور اگر یہ ناگزیر ہے تو کم از کم حد میں رہے۔ محفوظ ترین تجربات کئے جائیں اور مکمل تسلی کے بعد ادویہ کی تیاری کے لئے نیک نہاد اور باصلاحیت کمپنیوں کو ان کی تیاری کی اجازت دی جائے گی اور دورانِ تیاری کوالٹی کنٹرول کے لئے مکمل نگرانی کا بندوبست کیا جائے گا۔

ب) شعبہ تنظیم شفاخانہ جات:

ا) اس شعبہ کے ڈائیریکٹر (انتظامی) صوبائی سیکرٹری صحت کے ساتھ بطور معاون صوبہ میں قائم ہسپتالوں یا قائم کئے جانے والے ہسپتالوں کی نگرانی، فراہمی ادویات و آلات و مشینری

وغیرہ کے لئے ذمہ دار ہوں گے۔ وہ عملہ کی کارکردگی پر نظر رکھیں گے۔ مریضوں کی طرف سے شکایات کا ازالہ کرنا ان کی ذمہ داری ہوگا۔

۲) مرد وزن کے لئے الگ الگ شفاخانے ہونگے اور اسی مناسبت سے الگ الگ عملہ بھی ہوگا مرد وزن کے اختلاط کو ہر سطح پر ختم کردیا جائے گا کہ یہ سراسر فتنوں کو جنم دیتا ہے۔

۳) ملک کے عوام میں صحت کی بحالی کے نام پر خاندانی منصوبہ بندی یا آیوڈین ملے نمک طرز کے سبھی پروگرام موقوف ہوں گے۔ انفرادی سطح پر مسلمان ڈاکٹر اپنے مریض کے لئے جو تجویز کرے گا وہی تشخیص درست ہوگی۔ کسی وبائی صورت میں اجتماعی تدارک کے تمام تر انتظامات ہنگامی بنیادوں پر کئے جائیں گے۔

۴) حفظانِ صحت کے اصولوں کو تعلیمی نصاب کا حصہ بنانے کے ساتھ اخبارات، ریڈیو، ٹی وی کے ذریعے عوام کی شمولیت کے لئے زیادہ سے زیادہ نشر کیا جائے گا۔ حکومت کی منظوری کے بغیر کسی دوائی کا اشتہار مستوجب سزا ہوگا۔ ادویات، یونانی ہوں، ہومیو پیتھی ہوں یا ایلو پیتھی اپنے اپنے بورڈ کی لیبارٹری سے مصدقہ ہونگی۔

ج) شعبہ تربیتِ معالجین:

یہ شعبہ ڈاکٹرز اور لیڈی ڈاکٹرز، طبِ اسلامی کے اطباء اور ہومیو پیتھک طریق علاج کے لئے ایسے تربیتی ادارے قائم کرنے کا ذمہ دار ہوگا، جہاں مرد وزن الگ الگ

اپنے اپنے شعبہ جات میں عمومی تربیت حاصل کریں گے اور عمومی تعلیم کے بعد تخصص کے درجہ تک جاسکیں گے۔ یہ صرف حکومت کی سرپرستی میں قائم ادارے ہونگے اور نجی ادارے قائم کرکے ڈگریاں فروخت کرنے کی کسی کو اجازت نہ ہوگی۔ اسی طرح شعبہء طب کے معاونین (پیرا میڈیکل سٹاف) کے تعلیمی و تربیتی ادارے سرکاری سرپرستی میں طلباء و طالبات کی سہولت کے لئے علاقائی مقامات پر قائم کیئے جائیں گے۔ مثلاً ہر ضلعی صدر مقام پر اور یہ رہائشی ادارے ہوں گے۔

د) تخصص:

اگر تخصص کے لئے ناگزیر ہو تو یہی شعبہ طلباء طالبات کو بیرون ملک جانے کی اجازت دے گا اور یہی شعبہ تعلیم و تربیت اور تخصص کے لئے دیگر اسلامی ممالک کی جامعات سے رابطہ رکھے گا۔ مسلم بلاک اپنے تربیتی معیار کو عالمی سطح پر تسلیم کرانے کے لئے باہم نظام وضع کریں گے۔

باب چہارم:

معیشت

ملک وملت کے حقیقی استحکام میں اگرچہ عدل وانصاف، تعلیم وصحت اور اقدار کا سرمایہ خاص اہمیت رکھتا ہے مگر معیشت کا اپنا ایک منفرد مقام ہے کہ بھوکا فرد ہو یا بھوکی قوم ہر وقت ڈانواں ڈول رہتی ہے۔ اقوام عالم میں آج مسلمہ طور پر ملکی معیارِ استحکام، استحکامِ معیشت کو سمجھا جاتا ہے اور یہ کچھ غلط بھی نہیں ہے۔ معیشت کے استحکام کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات ترجیحی بنیادوں پر ہونگے۔

۱) بینکاری:

غیر سودی بنکاری فوری طور پر نافذ العمل ہوگی۔ تمام بینک مضاربہ کی بنیاد پر لین دین کریں گے۔ غیر ملکی، غیر مسلم بنکوں کے ساتھ لین دین بھی مضاربہ ہی کی بنیاد پر ہوگا۔ ہر سطح پر سود کا خاتمہ ہوگا۔

۲) عالمی اسلامی بینک:

اسلامی بلاک ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف کے مقابلے میں اپنا ایک مرکزی عالمی اسلامی بنک قائم کرے گا اور اس بنک کے استحکام میں ہر مسلم ملک اپنا کردار ادا کرے گا۔ بنک اسلامی ممالک کو مضاربہ کی بنیاد پر مالی امداد مہیا کرے گا۔

۳) احتکار کا خاتمہ:

احتکار، ذخیرہ اندوزی کا مکمل خاتمہ کیا جائے گا اور اسلامی بلاک اس بات کا اہتمام کرے گا کہ ہر ملک اپنی فاضل پیداوار اُس دوسرے ملک کو دے جہاں پیداوار کم ہونے سے ضرورت ہے۔ اور مسلم بلاک مال کے بدلے مال یا ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن

طرز پر اپنے اسلامک بلاک میں ٹریڈ آرگنائزیشن کے ذریعے تجارتی لین دین کے اسلامی اصول وضع کرے گا۔ قیمتوں کا تعین کریگا۔ ہر سطح پر احتکار کی حوصلہ شکنی ہوگی۔

۴) زکواۃ وعشر:

ملک میں زکوٰۃ وعشر کا نظام رائج کیا جائے گا اور تمام دیگر ٹیکس ختم کئے جائیں گے۔ زکوٰۃ وعشر کی تقسیم عوام کو بھکاری بنانے کے بجائے کاروباری سہارے فراہم کرنے کیلئے ہوگی۔ یہ نظام ملک میں خوشحالی کا ضامن ہوگا۔ بمشیت اللہ تعالیٰ سٹہ ولاٹری وغیرہ ہو یا انعامی سکیمیں ہر طرح کا معاشی جواء ختم کر دیا جائے گا۔

۵) منصوبہ بندی:

صوبائی اور وفاقی سطح پر معاشی منصوبہ بندی کا ایک شعبہ قائم کیا جائے گا جو معاشرتی سطح پر مختلف انداز کے اسراف پر نظر رکھے گا۔ اسراف کی حوصلہ شکنی کرے گا کہ اسراف فی الواقع معیشت کو کمزور کرتا ہے بلکہ دیمک کی طرح چاٹتا ہے۔ اس شعبہ میں خالص مسلم ذہنیت کے حامل ماہرین معیشت کام کریں گے۔

باب پنجم

صنعت

۱) صنعت زندگی ہے اور حضرت داؤدؑ کی وراثت بھی۔
ملکی ضروریات ہوں یا برآمدات سے زرمبادلہ کمانے کا ذریعہ اس کی اہمیت مسلمہ ہے اور یہ صنعت ہی ہے جو افرادی قوت کو تعمیری انداز میں استعمال کا سبب بنتی ہے۔ صنعت کے کئی شعبے ہیں۔ مثلاً

ا) دفاعی صنعت

ب) عمومی ملکی ضروریات کی صنعت مثلاً ٹیکسٹائل، چینی، کاغذ سازی و دیگر ضروریات۔ کھیلوں کا سامان اور سرجری کے سامان کی صنعت۔

ج) معدنی صنعت، معادن نکالنا، پراسس کرنا وغیرہ

د) زرعی صنعت، زرعی آلات مثلاً ٹریکٹر سازی یا دیگر آلات یا زرعی پیداوار سے اشیاء کی تیاری کی صنعت

ر) گھریلو صنعت

۲) منصوبہ بندی:

صنعت کے لئے منصوبہ بندی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ منصوبہ بندی میں مندرجہ ذیل امور کا دیکھنا ناگریز ہے۔

ا) ملکی سطح پر مختلف ضروریات کا تعین۔ مثلاً دفاعی ضروریات، روزمرہ زندگی کی ضروریات، برآمدی ضروریات

ب) تکمیل کے لئے ضروری خام مال کی فراہمی۔ خام مال ملنے والے علاقوں کی نشاندہی اور متعلقہ صنعت کا قیام

ج) صنعت کے لئے مطلوب افرادی قوت اور صلاحیت کار اور افرادی قوت کے لئے سہولتیں وغیرہ۔

د) دفاعی نقطہ نظر سے محفوظ علاقوں کا تعین یعنی جنگ یا امن کے حوادث مثلاً سیلاب وغیرہ سے محفوظ علاقے

ر) گھریلو صنعتوں کے لئے علاقائی سطح پر خام مال کی پیداوار اور ماحول کی مناسبت سے چھوٹی صنعتوں کا قیام

۳) تنفیذ صنعت:

صوبائی سطح پر ایک سیکرٹری محکمہ صنعت کے ساتھ معاونت کے لئے ڈائیریکٹران:

ا) ڈائریکٹر جنرل: مرکز میں تحقیق و تربیت و منصوبہ بندی، ضلع سطح پر ہر ضلع میں ایک اسسٹنٹ ڈائیریکٹر۔

ب) ڈائریکٹر: انتظام و انصرام (ایڈمن)، ضلعی سطح پر ہر ضلع میں ایک اسسٹنٹ ڈائریکٹر

ج) ڈائریکٹر: دفاعی صنعت، مرکزی حکومت کے ساتھ مگر صوبائی حکومتی روابط کے ساتھ

د) ڈائریکٹر: گھریلو صنعت، صوبائی سطح پر اور ضلعی سطح پر اسسٹنٹ ڈائریکٹر

۴) اہم نکات:

صنعتوں کے قیام میں مندرجہ ذیل امور کو پیش نظر رکھا جائے گا۔

ا) اندرون ملک محفوظ مقامات پر آبادی سے باہر صنعتیں لگائی جائیں گی۔ خصوصاً جہاں خام مال قریب ہے۔

ب) اس بات کا خیال رکھا جائے گا کہ زرعی رقبہ پر صنعت نہ لگائی جائے تا کہ زرعی پیداوار متاثر نہ ہو۔

ج) کارخانے ایک علاقے میں اکٹھے یا ایک لائن میں نہ لگائے جائیں کہ بصورت جنگ دشمن کو آسان ہدف ملے گا۔

د) بکھری صنعت مزدور مسائل سے محفوظ رکھتی ہے۔ مزدور کالونیاں صحت مند ماحول بناتی ہیں۔

۵) بین الملّی شعبہ:

اسلامی بلاک ہر قسم کی صنعت خصوصاً دفاعی صنعت کے حوالے سے مشترکہ طور پر ایک ادارہ قائم کریگا جو:

ا) بین الملّی صنعتوں کے لئے تحقیق و تنفیذ، خصوصاً دفاعی صنعت کے لئے منصوبہ بندی کرے گا۔

ب) بین الملّی صنعتی بنک مضاربہ کی بنیاد پر معاونت کرے گا اور صنعتی تربیتی ادارے قائم کرنے کے لئے ذمہ دار ہوگا

۶) صنعتی پالیسی

ملک میں تیار ہونے والی اشیاء کی درآمد قطعاً بند ہوگی۔ مثلاً کار، موٹر سائیکل، سائیکل، کھاد، کپڑا، کراکری، کھلونے وغیرہ ہوں یا اشیائے خورد ونوش۔ قوم کو ''پاکستانی بنو، پاکستانی مال خریدو'' یا مسلم بنو اور مسلمان ممالک سے تجارت کو ترجیح دو کی طرف

لایا جائے گا۔ اور صرف ناگزیر حالات میں مخصوص اشیاء درآمد کی جائیں گی۔ سامانِ تعیش ایکسپورٹ کے لئے تیار کیا جائے گا' وہ بھی محکمہ صنعت کی نگرانی میں اور بے ضرر قسم کا۔

باب ششم:

سماج و معاشرہ

سماج و معاشرہ نشونما و استحکام کے لئے ہمیشہ محتاج دیکھا جاتا ہے اقدار کا، اقدار جو صاف ستھری، نتھری ہوئی اور مقصدِ حیات سے ہم آہنگ ہوں۔ اسلامی معاشرہ قرآن وسنت سے ہم آہنگ اقدار کی بنیاد پر قائم ہونے اور استحکام پانے کا تاریخی ثبوت رکھتا ہے۔ مثلاً خلافتِ راشدہ بشمول حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا دور حکمرانی۔ عقل کی کسوٹی پر بھی یہ بات 100% فی صد درست تسلیم کی جانی چاہیئے کہ انسان کے خالق نے، جو اس کی فطرت اور جبلتوں کا خالق بھی ہے، اس کے لئے جو راہیں متعین کی ہیں ان سے بہتر راہِ حیات کا تعین کون کرسکتا ہے۔ پھر اسی راہ پر چلتا، بڑھتا، پھلتا پھولتا معاشرہ انسانیت دیکھ چکی ہے۔

۱) امر بالمعروف و نہی عن المنکر:

معاشرہ کی تشکیل و تعمیر میں بنیادی کردار ادا کرنے والی چیز امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا موثر نظام ہے یہ نظام انسان کا طے کردہ نہیں ہے بلکہ انسان کے خالق کا حکم ہے جو کتاب حکمت قرآن مجید میں درج ہے اور جسکی عملی صورت نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ کی حیات طیبہ میں بصراحت ملتی ہے۔ یہی نظام جب عملاً دوبارہ نافذ ہوگا تو روئے زمین پر خلافت راشدہ طرز کا معاشرہ تشکیل پائے گا۔ جس میں ہر کسی کا مقدر سکھ، سکون اور خوشحالی ہوگا۔ اکثریت کو بھی اور اقلیت کو بھی۔

۲) میڈیا (پرنٹ و الیکٹرانک)

نشر و اشاعت دو دھاری تلوار ہے۔ اس سے خیر کا کام لیجئے یا شر کا کام، یہ کام

باب ششم:

سماج و معاشرہ

سماج و معاشرہ نشونما و استحکام کے لئے ہمیشہ محتاج دیکھا جاتا ہے اقدار کا' اقدار جو صاف ستھری' نتھری ہوئی اور مقصدِ حیات سے ہم آہنگ ہوں۔ اسلامی معاشرہ قرآن وسنت سے ہم آہنگ اقدار کی بنیاد پر قائم ہونے اور استحکام پانے کا تاریخی ثبوت رکھتا ہے۔ مثلاً خلافتِ راشدہ بشمول حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا دور حکمرانی۔ عقل کی کسوٹی پر بھی یہ بات 100% فی صد درست تسلیم کی جانی چاہیئے کہ انسان کے خالق نے' جو اس کی فطرت اور جبلتوں کا خالق بھی ہے' اس کے لئے جو راہیں متعین کی ہیں ان سے بہتر راہِ حیات کا تعین کون کرسکتا ہے۔ پھر اسی راہ پر چلتا' بڑھتا' پھلتا پھولتا معاشرہ انسانیت دیکھ چکی ہے۔

۱) امر بالمعروف و نہی عن المنکر :

معاشرہ کی تشکیل و تعمیر میں بنیادی کردار ادا کرنے والی چیز امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا موثر نظام ہے یہ نظام انسان کا طے کردہ نہیں ہے بلکہ انسان کے خالق کا حکم ہے جو کتاب حکمت قرآن مجید میں درج ہے اور جسکی عملی صورت نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ کی حیات طیبہ میں بصراحت ملتی ہے۔ یہی نظام جب عملاً دوبارہ نافذ ہوگا تو روئے زمین پر خلافت راشدہ طرز کا معاشرہ تشکیل پائے گا۔ جس میں ہر کسی کا مقدر سکھ' سکون اور خوشحالی ہوگا۔ اکثریت کو بھی اور اقلیت کو بھی۔

۲) میڈیا (پرنٹ و الیکٹرانک)

نشر و اشاعت دو دھاری تلوار ہے۔ اس سے خیر کا کام لیجئے یا شر کا کام' یہ کام

لینے والے پر منحصر ہے۔ نشرو اشاعت یا موجودہ دور کا میڈیا' خیر کم اور شر زیادہ پھیلا رہا ہے۔ تمام خارجی چینل سنسر ہوں گے اور ان کے صحتمند پروگراموں سے استفادہ کیا جائے گا۔

میڈیا سے مطلوب' مقصدِ حیات سے ہم آہنگ اقدار کی ترویج اور اقدار میں نکھار پیدا کرنا ہے۔ اسلامی معاشرہ کی تشکیل کے لئے میڈیا کو پابند کیا جائے گا کہ:۔

ا) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام مؤثر انداز میں کرے گا۔ (انداز قائل کرنے کا ہوگا بات ٹھونسنے کا نہیں)

ب) غیر اسلامی سوچ اور دشمن کے پراپیگنڈے کا مؤثر رد کرے گا۔

ج) اسلامی ثقافت کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرے گا' آج کل ٹی وی ڈراموں اور اشتہارات میں بدکردار باریش دکھائے جاتے ہیں بھلے لوگ بے ریش یہ سنت کا استہزا ہے۔

د) اسلامی تعلیمات سے ہم آہنگ صحت مند تفریحی پروگرام الیکٹرانک میڈیا کی ذمہ داری ہوں گے۔

ر) قرآن وسنت سے ہم آہنگ جدید تعلیم پر مبنی پروگرام پیش کئے جائیں گے تاکہ بنیاد پرستی کا طعنہ دم توڑ جائے۔

س) مختلف شعبہ جات مثلاً صنعت' زراعت وغیرہ کا تحقیقی کام قوم کے سامنے رکھا جائے گا۔

۳) سادگی:

اگر عقل وشعور ساتھ دیتے ہوں تو سادگی میں سکھ بھری زندگی کا راز ہے کہ اس

سے جسمانی صحت کے ساتھ روحانی صحت بھی ملتی ہے۔ سادگی مرد وزن کیلئے برابر اہمیت رکھتی ہے۔ سادہ زندگی کے دشمن اسراف پسند ہیں۔ اللہ تعالی نے قرآن حکیم میں مبذرّین (اسراف پسندوں) کوشیطان کا بھائی فرمایا ہے

ا) سادگی لباس میں ہو یا کھانے میں ہوصحت وسکھ اور خوشحالی کی ضمانت ہے مثلاً میک اپ جلد کا کینسر پیدا کرتا ہے۔

ب) سادگی رہن سہن، خوشی وغم کے مواقع پر، بالخصوص رسوم ورواج کوشریعت حقّہ کے تابع کیا جائے گا۔

ج) ملی وملکی سطح پر صدر مملکت اور نچلے درجہ کے ملازمین تک ہر جگہ سادگی شعار ہوگا۔ دفاتر آنے جانے کے لئے عوامی ٹرانسپورٹ سروس ہوگی۔ اونچے درجے کے افسران کے لئے 800 یا 1000 ہزار سی سی کاریں ہوں گی۔ گنتی کی بڑی گاڑیاں صرف غیر ملکی مہمانوں کی آمد پر استعمال ہوں گی۔ چین کی طرز پر سادگی اور وقار کا خیال رکھا جائے گا۔

۴) ثقافت:

ا) ثقافت کے نام پر پھیلائی جانے ولی فحاشی اور بے راہ روی کا اسلام کی ثقافت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ لہذا ایسی ثقافت کو ویسے ہی دفن کردیا جائے گا جیسے اورنگزیب عالمگیرؒ نے اپنے دور حکومت میں چنگ ورباب کو گہرا دفن کرنے کا حکم دیا تھا۔ قرآن وسنت کی روشنی میں اسلامی ثقافتی ورثہ کی حفاظت کی جائے گی۔ ثقافتی سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی کی جائے گی کہ اسلام کسی

مخصوص خول میں بند جامد مذہب نہیں ہے۔

ب) اقلیتوں کو اپنے مخصوص ثقافتی پروگراموں کے لئے آزادی ہوگی مگر ایسے پروگرام وہ صرف اپنے لوگوں کے لئے چار دیواری کے اندر کرسکیں گے۔ کسی اقلیتی طبقے کو ثقافت کے نام پر بے راہ روری پھیلانے کی اجازت نہ ہوگی اور نہ ہی رواداری کے نام پر اخبارات و جرائد اور ریڈیو ٹی وی اس کی تشہیر کرسکیں گے۔

ج) غیر ملکی ثقافتی طائفے اگر صحت مند پروگرام پیش کرسکیں تو انہیں خوش آمدید کہا جائے گا۔ ایسے طائفے جن میں نوجوان لڑکیوں کا رقص یا دوسرا کوئی پروگرام شامل ہوگا۔ انہیں کھلی سٹیج پر ایسا پروگرام پیش کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ البتہ یہ عورتیں رقص کے علاوہ بقیہ پرفارمنس خواتین کے اداروں میں پیش کرسکیں گی۔

د) غیر ملکی ٹی وی چینل ہوں، کیبل نیٹ ورک ہو یا انٹرنیٹ کی ویب سائٹس تمام کو مؤثر قسم کے سنسر کا سامنا کرنا ہوگا اور قوم کو قرآن وسنت کی روشنی میں صرف صحتمند معلومات فراہم کی جائیں گی۔ خلاف ورزی قابل تعزیر جرم ہوگا۔ ملتِ مسلمہ کے مستقبل کے سرمایۂ نوجوان نسل کی تربیت نہ تو انتہائی بند تاریک ماحول میں کی جائے گی کہ انہیں باہر کی دنیا کی ہوا نہ لگ سکے اور نہ ہی اتنی آزادانہ کہ وہ اسلامی اخلاق وکردار کا سرمایہ کھو بیٹھیں۔

نظامِ تعلیم میں صحت مند ثقافت کو اس طرح سمو دیا جائیگا کہ نوجوان نسل فحاشی و اخلاق بیزار پروگراموں سے از خود نفرت کرے۔ اور ان کے اندر جب ان کا گذر

لغویات کے پاس سے ہوتو بھلے لوگوں کی طرح' طرح دے جاتے ہیں کی کیفیت پیدا ہو اور لغویات کے دلدادہ اس ماحول میں اپنا دم گھٹتا محسوس کریں۔

۵) پردہ اور اختلاط مرد و زن:

سماج و معاشرہ کی تباہی میں بنیادی کردار ادا کرنے والا ایک محرک معاشرہ میں اختلاط مرد و زن ہے قرآن وسنت نے اس پر قدغن لگائی ہے کہ یہ ناسور معاشرہ کو تباہ نہ کر سکے اور پردہ کو اس کی بنیاد ٹھہرایا۔ پردہ کسی انسان کا تجویز کردہ حکم نہیں ہے بلکہ یہ انسان کے خالق کا حکم ہے۔ اس خالق کا جس نے انسان کو' اس کی فطری جبلتوں کو تخلیق کیا۔ اس نے انسان کی بھلائی' اس کے سکھ اور سکون کے لئے من جملہ دوسرے سماجی معاشرتی احکامات کے ''بہتر نصف'' کو مکمل پردہ کا حکم قرآن حکیم میں دیا اور پردہ' بلکہ گھر سے باہر نکلنے کا انداز ہ بھی' اسے سکھایا۔ ہم نے مرد و زن کے اختلاط کو روکنے کی بات کی ہے جو ممکن ہے بنیاد پرستی کا ایک پہلو کہلوائے مگر ''جدید ذہن'' کی تسکین طبع کے لئے ہم یورپی محقق کی کتاب سے اقتباس پیش کرتے ہیں:۔

☆ ''انسانیت کی پوری تاریخ میں کوئی ایک مثال بھی اس قسم کی نہیں ملتی کہ کوئی ایسی سوسائٹی تمدن کی بلندی تک پہنچ گئی ہو جس کی لڑکیوں کی پرورش اور تربیت ایسے ماحول میں ہوئی ہو جس میں مرد و زن مخلوط رہے ہوں۔ تاریخ عالم میں کوئی مثال ایسی نہیں ملے گی کہ وہ قوم اپنی تمدنی بلندی کو قائم رکھ سکی ہو۔ اس کے برعکس وہی اقوام تہذیب کی انتہائی بلندیوں پہ پہنچ سکی ہیں جنھوں نے مخلوط میل جول پر پابندی عائد کی۔

کوئی گروہ کیسے ہی جغرافیائی ماحول میں رہتا ہو' اس کی تمدنی سطح

بلند ہوگئی تھی یا نیچے گر گئی تھی اس بات کا انحصار صرف ان حالات پر ہے کہ اس نے اپنے ماضی اور حال میں مرد اور عورت کے میل جول کیلئے کس قسم کے ضوابط مرتب اور نافذ کر رکھے تھے۔

اگر کسی قوم کی تاریخ آپ دیکھیں کہ کس وقت اس کی تمدنی سطح بلند تھی یا پست تو تحقیق سے معلوم ہوگا کہ اس قوم نے اپنے مرد و زن کے تعلقات میں کیا تبدیلی کی تھی جس کے نتیجہ میں اس کی تمدنی سطح بلند تھی یا پست تھی۔" ☆ (Sex and Culture, page 340 prof: Dr J.D. Unwin, C-university)

لہذا ہم پورے شعور اور احساس ذمہ داری سے اپنے دینی فریضہ اور سماجی معاشرتی ضرورت کی تکمیل کی خاطر:۔

ا) تعلیمی و تربیتی درسگاہوں میں مرد و زن کے اختلاط پر مکمل پابندی لگائیں گے۔ درس گاہیں الگ الگ ہوں گی۔

ب) دفاتر اور کاروباری مراکز میں اختلاط مرد و زن کی حوصلہ شکنی کریں گے کہ گوہر عصمت کی حفاظت ریاست کی اولین ترجیح ہوگی۔

ج) پردہ کو قرآن و سنت کی روشنی میں بالفعل نافذ کریں گے۔ پردہ کے لئے کوئی مخصوص انداز کا برقعہ تجویز نہ کیا جائے گا مگر سر سے پاؤں تک جسم ڈھانپ کر گھر سے نکلنا ہر عورت پر (بلوغت سے کبر سنی تک) لازم ہوگا۔

"آنکھ کا حیاء یا آنکھ کا پردہ" نام کی کوئی بات معتبر نہیں کہ صرف ہادی برحق ﷺ کا فرمان برحق ہے۔ جس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ "نظر شیطان کے تیروں میں سے ایک تیر ہے" (مفہوم) اور کون نہیں جانتا کہ پہلے آنکھ لڑتی ہے پھر قلب و ذہن متوجہ ہوتے ہیں۔ ماہرین نفسیات کی بات اپنی جگہ مگر عملی زندگی میں بھی ہر کسی کا مشاہدہ بلکہ تجربہ ہے کہ مرد و زن کی بری نیت سے ٹکرانے والی نظر سے جسمانی نظام میں عملاً ہلچل مچتی ہے۔ لہذا قرآن میں دیئے گئے حکم غضِ بصر کی تعلیم و ترغیب پر زور دیا جائے گا۔

۶) حقوق انسانی:

گلوبل ولیج میں آج کل چہار سو حقوقِ انسانی کا غلغلہ ہے اور جس قدر استحصال آج کے دور میں حقوقِ انسانی کے نام پر ہو رہا ہے شاید کسی دوسرے شعبہ میں نہ ہو۔ بیشتر ملکی و بین الاقوامی تنظیمیں حقوقِ انسانی کے نام پر شور مچا رہی ہیں۔

تاریخ عالم گواہ ہے کہ انسان کے حقوق کا جو تحفظ اسلام نے کیا ہے وہ کسی دوسرے مذہب کے پیروکار نہ کر سکے۔ ماضی' خصوصاً اسلام کے اولین دور سے شواہد آج بھی تاریخ کا حصہ ہیں۔

قرآن وسنت نے انسانوں کے ہی نہیں حیوان' چرند پرند بلکہ نباتات تک کے حقوق کا تحفظ کیا ہے۔ انسانوں میں' اکثریت واقلیت' مرد و زن کے حقوق کے تحفظ میں واضح ہدایات دی ہیں۔:-

ا) نظام وراثت مرد و زن کے حقوق پر بہترین چارٹر ہے۔

اس کو عملاً نافذ کیا جائے گا۔

ب) لین دین میں تحریر کی اہمیت اور گواہوں کا تعین بلاسبب مطالبہ نہیں ہے۔

ج) مرد کو قوام قرار دے کر گھر داری کے لئے ذمہ دار ٹھہرانا عورت کے حقوق کی پاسداری ہے۔

د) اقلیتوں کو مذہبی آزادی اسلام نے دی ہے۔ اقلیتوں کے دائرہ کار میں، انکے حقوق و فرائض کا خیال رکھا جائے گا۔

ر) معاشرتی زندگی میں تعلیم، ملازمت، قانونی مدد قسم کے معاملات میں اکثریت یا اقلیت اور مرد و زن کی تخصیص نہ ہوگی۔

باب ہفتم

سیاست

اسلام میں سیاست کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ:۔

ا) عہدے کے طلب گار کو عہدے کے قریب پھٹکنے نہیں دیا جاتا۔ اس پر عمل کیا جائے گا۔

ب) اسلام کا نظامِ حکومت شورائی ہے۔ اسی پر حکومت کی بنیاد استوار کی جائے گی۔

باب ہشتم:

دفاع

۱) ملکی سرحدوں کی حفاظت صرف افواج ہی کی ذمہ داری نہیں بلکہ افواج کے ساتھ ملک کے تمام شہریوں کی ذمہ داری بھی ہے لہذا قرآن وسنت کی روشنی میں دفاع کے تمام تر تقاضے پورے کیے جائیں گے۔

۱) دفاع کے لئے پہلا اصول "Peace through Power" ''امن بہ زور بازو'' ہوگا کہ خالق نے قرآن حکیم میں اسی حکیمانہ طریقہ کی ہدایت فرمائی ہے (واعدوالھم ماستطعتم من قوہ ......)

ب) قوم کے نوجوانوں کوان کے مستقبل کی ذمہ داریوں اور لڑکیوں کوان کی ذمہ داری کی مناسبت سے تربیت دی جائے گی۔

ج) دفاعی منصوبہ بندی کا ایک خودمختار ادارہ قائم کیا جائے ۔جوصدر مملکت کے زیرنگرانی کام کرے گا' اور جو:۔

۱) دفاع سے متعلق حربی تحقیق اور تیاری اسلحہ کا کام وقت کے تقاضوں کی روشنی میں کرے گا۔

۲) دفاعی صنعت کو بین الملّی ضروریات سے ہم آہنگ رکھے گا۔

۳) دشمن کے عزائم پرنظر رکھے گا

۴) مسلح افواج کی پیشہ ورانہ تربیت کے ساتھ ساتھ اسلام اور نظریہ پاکستان کا درس ان کے قلوب و اذہان میں راسخ کئے رکھنے کا اہتمام کرے گا۔

۵) پورے اسلامی بلاک کی دفاعی کونسل میں اپنا بھرپور کردار ادا کرے گا۔

۲) بین المملکتی دفاع:

ملت مسلمہ جسد واحد ہے' شرق و غرب میں جہاں کہیں ایک مسلمان کو دکھ تکلیف ہوتی ہے' دوسرے مسلمان وہاں اٹھنے ولی ہرٹیس سے متاثر ہوتے ہیں اور بے چین بھی۔ لہذا

ا) مسلم بلاک اپنی دفاعی فوج بنائے گا۔ جو اسلامی فوج ہوگی اور ہر خطہ کے مسلمانوں پر مشتمل ہوگی۔ جدید ہتھیاروں سے لیس یہ سریع الحرکت فوج ضرورت کے مطابق مسلم امت پر ہونے والی جارحیت کا جواب دے گی۔ اس کا کنٹرول سپریم کمانڈ کونسل کے پاس ہوگا۔ جس کے ارکان 5 سال کے لئے مسلم ممالک منتخب کریں گے۔

ب) مسلم بلاک اپنی دفاعی صنعت منظم کرے گا جہاں ہر قسم کا جدید سامان حرب تیار ہوگا۔ یہ کام بھی سپریم کمانڈ کونسل کے زیر اہتمام ہوگا۔

ج) بین الملی اور خارج از مسلم ملت معاہدے یہی سپریم کمانڈ کونسل کرے گی۔

باب نہم:

بین الاقوامی تعلقات

قرآن وسنت کی روشنی میں ہر مسلم اور غیر مسلم ملک کے ساتھ بہترین تعلقات قائم رکھنے کو ترجیح دی جائے گی۔

ا) ہر ملک کی سرحدوں کا احترام کیا جائے گا۔ انتہائی معتدل خارجہ پالیسی وضع کی جائے گی۔

ب) کسی ملک کے داخلی معاملات میں مداخلت نہ کی جائے گی۔ اِلّا یہ کہ وہ ملک مسلمان آبادی کے ساتھ زیادتی کا مرتکب ہو۔ مسئلے کو بطریق احسن سلجھانے کی ہر ممکن کوشش کی جائے گی۔ مگر ننگی جارحیت کے لئے اگر وہ ملک مُصر رہے گا تو سریع الحرکت مسلم افواج، سپریم کمانڈ کونسل کے حکم پر مداخلت کریں گی۔

ج) مسلم امہ اپنی مسلم اقوام متحدہ، اپنی مسلم سیکورٹی کونسل، اپنی مسلم عالمی مزدور تنظیم، اپنی مسلم عالمی مالیاتی ایجنسی کے علاوہ اور ضروریات کے مطابق ادارے قائم کرے گی جو اسلامی تشخص کے امین ہوں گے۔ اور یہ بھی عالمی اسلامی دفاع کا ایک حصہ ہو گا۔

باب دہم:

مذہب وعقیدہ

ہر خطہ کے مسلمان کیلئے مذہب وعقیدہ کی بنیاد قرآنِ حکیم اور سنتِ رسول ﷺ ہے۔ قرآن وسنت کی تشریح وتعبیر میں اختلاف رائے' اخلاص نیت کے ساتھ امت کیلئے رحمت ہے۔ اختلاف رائے سے حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی وغیرھم ایک گلدستے کے ایسے پھول ہیں جو نہ صرف گلدستے کی خوبصورتی بڑھاتے ہیں بلکہ خوشبو کا ایسا انداز پیدا کرتے ہیں جس سے آدمی کبھی بے زار نہیں ہوتا دراصل مختلف فقہی مسالک کا یہ گلدستہ نبی مکرم ﷺ کی ہر سنت کو قیامت تک کیلئے محفوظ رکھنے کا منفرد انداز ہے۔ جس کا اپنا حسن ہے اگر تعصب اسے تباہ کرنے کے درپے نہ ہو تو مذکورہ وضاحت کی روشنی میں امت مسلمہ میں:۔

ا) ہر ملک یا ملک کے اندر مختلف مسالک کے مسلم عوام کو اپنے اپنے عقیدہ کے مطابق عبادت کی اجازت ہوگی مگر اپنے عقیدہ کو دوسروں پر ٹھونسنے کی اجازت نہ ہوگی۔

ب) ایک دوسرے کو محض عقیدہ کی بنیاد پر کافر قرار دینے یا قتل وغارت کی اجازت نہ ہوگی۔

ج) کسی کو قرآن وسنت کے خلاف' رسالتمآب ﷺ کی شان میں' اصحاب الرسول رضوان تعالیٰ علیہم اجمعین یا بزرگان دینؒ کی شان میں گستاخی کی اجازت نہ ہوگی۔ ایسا کرنے کی سزا' موت سے کم نہ ہوگی۔

د)　اسلامی ریاست میں اسلام کے علاوہ کسی عقیدہ کی تبلیغ کی اجازت نہ ہوگی اور اگر کوئی مسلمان اپنا دین چھوڑ کر ارتداد کا ارتکاب کرے گا تو شرعی سزا موت اس کا مقدر ہوگی۔

ر)　ہر عقیدہ کی عبادت گاہ کا تحفظ ریاست کی ذمہ داری ہوگی۔

س)　کسی عبادت گاہ پر حملہ یا قبضہ کی کوشش قابل تعزیر جرم ہوگا۔ جسکی زیادہ سے زیادہ سزا عمر قید ہوسکتی ہے۔

باب یازدہم:

خلافت کی نشاۃِ جدیدہ

ترکی خلافت کے خلاف یہود کی مسلمان کہلوانے والوں کے اشتراک سے کامیاب سازش کے بعد، ملت مسلمہ کی گئی گذری وحدت کو جو دھچکا لگا آج تک اس کی تلافی نہ ہوسکی اور یہود ہی کی کامیاب حکمتِ عملی کے ساتھ ساتھ مسلمان کہلوانے والے حکمرانوں کی بے بصیرتی کے سبب خلافت کے احیاء کی کوشش تو رہی ایک طرف، سوچ بھی بہت گہری دفن ہے۔ کرہ ارض پر کم وبیش ایک ہی بلاک میں 57 مسلم مملکتیں جن میں سے بعض نہیں اکثر کی سرحدیں باہم ملتی ہیں اتحاد کی لڑی میں نہ پروئی جاسکیں۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا کا سبق صرف قرآن حکیم کی تلاوت تک محدود ہو کر رہ گیا۔

اسلامی ممالک میں سے کوئی امریکہ کو حلیف بنانے پر خوش ہوا تو کوئی روس کو، کسی کو برطانیہ بھلا لگا تو کسی کو فرانس کی گود میں سکون ملا۔ بے سکونی دیکھنے میں آئی تو باہم مل بیٹھنے میں جس کی ناقابل تردید مثال OIC کا ماضی کا کردار ہے کہ ملتِ کفر کی ہر طرح کی وحشت و بربریت کے خلاف کبھی متحدہ عملی لائحہ عمل پر اتفاق رائے نہ ہوسکا ما سوائے تشویش کے اظہار کی واجبی سی قراردادوں کے۔

اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لیے ناگزیر ہے کہ خلافتِ اسلامیہ کے پلیٹ فارم کو زندہ کیا جائے۔ اگر مشرقی اور مغربی جرمنی دوبارہ جرمن بن سکتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ کلمہ گو، ایک اللہ، ایک رسول اور قرآن کے ہوتے ہوئے ایک اتحاد کی لڑی میں نہ پروئے جاسکیں۔ یہ ممکن ہے بشرطیکہ یہود و نصاریٰ کی دوستی سے ان کی ڈکٹیشن سے ہاتھ

کھینچ لیا جائے، کان بند کر لیے جائیں۔ لین دین یا کاروبار کرنے میں اور دوستی کرنے میں فرق کو ملحوظ رکھا جائے اور یقین کر لیا جائے کہ اپنی صفوں میں سے غلط فہمیوں کو نکال کر باہم مشاورت کا رویہ اختیار کرنے سے اتحاد پختہ تر ہوتا ہے۔

یہ کوشش کی جائے گی کہ قرآن کی بنیاد پر ایک بار پھر نظامِ خلافت کی طرف پلٹنے کے اقدامات کیے جائیں۔ OIC کے پلیٹ فارم کو موثر اور فعال بنایا جائے گا کہ مسلمان کی بقاء اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا راز صرف اتحادِ مسلم اور خلافت کے احیاء میں مضمر ہے۔

☆☆☆